Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4،شمارہ:3، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

غربت، تعلیم اور صحت کے مسائل: اردو شاعری کے تناظر میں

Reflection of Poverty and Bad Governance in Education & Health in Urdu Poetry

Abdullah Naeem Rasul
PhD Scholar, International Islamic University, Islamabad
Dr. Atta Rasul (Shakir Kandan)
Assistant Professor Department of Urdu, MY University, Islamabad
Dr. Mustansar Hussain Jami
Assistant Professor Department of Urdu, MY University, Islamabad

عبداللہ نعیم رسول
پی ایچ۔ڈی اسکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر عطا رسول (شاکر کنڈان)
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر مستنصر حسین جامی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Education and health are basic needs in human society, but their attainment is possible only when poverty is eradicated from society. The above-mentioned needs have become problems in our society. Various institutions have been established to solve these problems.To fulfill the above basic needs, the United Nations has formed institutions such as UNESCO, ITU, UNDP, IMF, ECOSOC, World Bank, UNICEF, WHO etc . Society and literature influence on each other. Limited access to education and health facilities pose a grave problem in a human society. Its reflections may be seen in Urdu literature. This paper is an analytical study of Urdu literature produced in the context of Historicism. Such pieces of Urdu poetry have been studied which bring about the issues of poverty and bad governance in education & health. Literature informs social narrative and vice-versa.

Keywords: *Society, Urdu literature, Poetry, Poverty, Health Issues, Educational System, Historicism.*

کلیدی الفاظ: سماج، اردو ادب، شاعری، غربت، صحت کے مسائل، تعلیمی نظام، تاریخیت

دنیا میں مختلف مسائل موجود ہیں۔ کچھ مقامی مسائل ہیں اور کچھ آفاقی مسائل۔ آفاقی مسائل کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ سماج میں جہاں انسان ہیں تو انسانی مسائل بھی یقینی ہیں۔ سماج، ادب پر اثر انداز ہوتا ہے اور ادب سماج پر اپنے اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسے تاریخیت اور نو تاریخیت کے عنوانات کے تحت بھی زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ جب سماج کے ذریعے ادب اور متن کی تفہیم کی جائے تو اسے تاریخیت کا نظریہ کہا جاتا ہے، اس کے بر عکس اگر ادب (متن) کی قرات کی مدد سے سماج اور تاریخ کی بابت معلومات حاصل کی جائیں تو یہ تصور نو تاریخیت کہلاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے مثبت منصوبوں میں چند ایسے ادارے بھی شامل ہیں جو انسانی مسائل کے حل کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ غربت، صحت اور تعلیم کے مسائل بنیادی حیثیت کے حامل ہیں۔ ان معاملات و مسائل کو جہاں دیگر زبانوں کے ادب میں دیکھا جاتا ہے ایسے ہی اردو ادب کے تجزیاتی مطالعے سے ان معاملات کو

OPEN ACCESS
HEC
DRJI
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
اشاریہ اردو جرائد
EuroPub

سامنے لایا جاتا ہے۔ اردو شعر و ادب میں مذکورہ سماجی مسائل کے متعلق بیانیے موجود ہیں۔ سماج نے شعر و ادب پر کس طرح اثرات مرتب کیے؟ شعرا نے غربت، تعلیم اور صحت سے متعلقہ کن پہلوؤں کو پیش کیا؟ شعرا نے کس انداز سے سماجی معاملات کو برتا؟ ادب میں مذکورہ سماجی مسائل کی کن ادبی تکنیکوں کے ذریعے پیش کش کی گئی؟ غربت، صحت اور تعلیم کا بیانہ کن شعرا کے ہاں رجحان کے طور پر آیا؟ ان مسائل کو اس مضمون میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

غربت کا مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے۔ روزی روٹی کے لیے انسان جیتا ہے، اس پر خاندانی ذمہ داریاں ہیں جو اسے پورا کرنی ہیں۔ انھی ذمہ داریوں کو پورا کرتے کرتے انسان پورا ہو جاتا ہے۔ کلاسیکی شعری روایت میں غربت کے مسائل مختلف انداز سے سامنے آئے۔ ولی دکنی کے ہاں نشاطیہ آہنگ سے مزین اشعار کے ساتھ ساتھ معاشی مسائل کا عکس بھی نظر آتا ہے۔ قدیم اصنافِ شعر میں شہر آشوب ایسی صنف ہے، جس سے شہروں کی بدحالی، مہنگائی، غربت اور انسانوں کی مفلوک الحالی ظاہر ہوتی ہے۔ اردو نظم میں نظیر اکبر آبادی اہم حوالہ ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کی نظم "مفلسی" عصری غربت کا بیانیہ ہے۔ ان کی نظم "شہر آشوب" آگرہ کی بدحالی پر دال ہے۔ اسی طرح میر و غالب کے ہاں شہر آشوب کی فضا موجود ہے، جس کا نتیجہ غربت کی صورت میں واضح ہوتا ہے۔ کلاسیکی اردو شاعری سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی
کس کس طرح سے اس کو ستاتی ہے مفلسی

پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے
بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی(1)

اردو شعری روایت میں حقیقت پسندوں کے ہاں غربت کے مسائل اور بعد ازاں ترقی پسند رویے میں غربت اور امارت کا ایک تقابل نظر آتا ہے، جسے پرولتاری اور بورژوائی طبقات میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

نظامِ سیاست کے حوالے سے ترقی پسندوں نے اسے نمایاں کیا اور سوشلزم کا نعرہ لگایا۔ کارل مارکس اور لینن کے نظریات کا اثر ادب نے قبول کیا اور مغربی و مشرقی ادب کی طرح اردو میں بھی مزدور کے حق میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فکشن میں میکسم گورکی کا معروف ناول "ماں" اس کی اہم مثال ہے۔ اردو شاعری میں بھی اس کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جانے لگے اور ایسے شعرا جو ترقی پسند نہیں تھے، ان کے ہاں بھی یہ آواز بلند ہونا شروع ہوئی۔ فیض صاحب کے ہاں رومان اور ترقی پسند دونوں رویے موجود ہیں۔ "اب بھی دل کش ہے ترا حسن مگر کیا کیجے" کی قرات کرتا قاری رومان کا لطف لیتے لیتے جب اس مصرعے پر پہنچتا ہے کہ "لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجے" تو اچانک اداسی کی کیفیت میں چلا جاتا ہے:

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا

تجھ سے بھی دل فریب ہیں غم روزگار کے (2)
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا (3)

اسی نظریے کے اثرات بڑھتے بڑھتے نعرے کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور "میں نہیں مانتا، میں نہیں مانتا" کی صورت نمایاں ہوتے ہیں۔ ترقی پسند اسے ادب برائے زندگی کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور ادبا و شعرا کے بارے حکم صادر کرتے ہیں کہ ان پر فرض ہے کہ وہ عوامی سماجی مسائل کو شعر و ادب کے ذریعے سامنے لائیں گویا یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ غربت کے مسائل پر مزید اشعار درج ذیل ہیں:

کھڑا ہوں آج بھی روٹی کے چار حرف لیے
سوال یہ ہے کتابوں نے کیا دیا مجھ کو (4)
وہ اکثر دن میں بچوں کو سُلا دیتی ہے اس ڈر سے
گلی میں پھر کھلونے بیچنے والا نہ آجائے (5)
کہکشاں میں آ کے اختر مل گئے
اک لڑی میں آ کے گوہر مل گئے
واہ وا کیا محفلِ احباب ہے
ہم وطن، غربت میں آ کر مل گئے (6)
غریبِ شہر تو فاقے سے مر گیا لیکن
امیر شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی (7)

مابعد نو آبادیاتی نظام پر نو آبادیات کے اثرات مسلم ہیں۔ نوکری کلچر کا فروغ انگریز نے رواج دیا تھا۔ یہ ایک لالچ تھا، جسے ہم نے قبول کر لیا مگر آج یہ حالت ہے کہ ڈگریاں ہاتھوں میں ہیں مگر نوکریاں نہیں ملتیں اور عام آدمی جو غریب ہے، مزید ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابل امیر شخص دولت کے باعث مرتا ہے جبکہ غریب ضرورت سے دور خالی پیٹ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اور طبعی زندگی بھی پوری نہیں کر پاتا۔ یہی وہ پہلو ہیں، جن کا ذکر اشعارِ بالا میں ہوا۔

ہمارے ہاں دبستانوں کی تقسیم تنقیدی طرق کے علاوہ شعری مزاج کے یکساں ہونے پر بھی ہوئی، جن میں علاقائیت کا ایک مخصوص رنگ بھی جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً دبستانِ کراچی، دبستانِ لاہور، دبستانِ سرگودھا وغیرہ۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے سرگودھا کو دبستان قرار دیا تھا۔ سرگودھا کی شاعری میں سماجی مسائل کے اظہاریے کا رجحان موجود ہے، سرگودھا کے ایک

شاعر کا ذکر یہاں ضروری سمجھتا ہوں، وہ ہیں مولوی اسلم۔ مولوی صاحب کے ہاں غربت کا مسئلہ رجحان کے طور پر موجود ہے۔
مولوی اسلم کے ہاں غربت کا مسئلہ اور اس کے پہلوؤں پر کیسے کیسے اشعار ہیں، ملاحظہ ہوں:

یوں کر دیے غربت نے سیاہ اس کے مقدر
کھلتا نہیں پھول اس کی ہتھیلی پہ حنا کا(8)

حد سے فاقے بڑھ گئے تو پیٹ بھرنے کے لیے
اپنے بچے کی اپاہج زندگی کرنی پڑی(9)

جب ہوا احساس لوگوں کی ضرورت کا مجھے
روٹی کپڑے اور مکاں کی شاعری کرنی پڑی(10)

خزاں کے عہد میں پتے شجر کو چھوڑ دیتے ہیں
ہمیشہ زلزلوں میں لوگ گھر کو چھوڑ دیتے ہیں(11)

ہجرت وہ خود ہی کر گئیں یہ بھوک دیکھ کر
گھر سے ضرورتوں کا نکالا نہیں گیا(12)

سپیکر میں تو کس کو شہر میں آواز دیتا ہے
غریبوں کے جنازے میں کوئی شامل نہیں ہوتا(13)

واجب سزائے ٹیکس ہے اس پر بھی شہر میں
بچوں کا پیٹ بھرتا ہے جو آم بیچ کر(14)

ہمیشہ باز ہی دنیا کے چڑیوں پر جھپٹتے ہیں
جو کوا ہے وہ بچے سے نوالہ چھین لیتا ہے(15)

اس روش پر بھی غریبِ شہر کو آنا پڑا
رزق اپنا دوسروں سے مانگ کر کھانا پڑا

جب مری تنخواہ سے بچوں کا بھر پایا نہ پیٹ
مال رشوت کا بھی مجھ کو اپنے گھر لانا پڑا(16)

اگر گستاخ ہیں بچے تو اسلم حق بجانب ہیں
جہاں فاقوں پہ فاقے ہوں کہاں آداب رہتے ہیں(17)

مشقت کرنے والے ہاتھ پر طاری ہے اب رعشہ
وہ مرنے والا ہے لیکن سزا غربت کی جاری ہے
مشقت کا ہنر ہی باپ نے چھوڑا ہے ورثے میں
مشقت کے لیے اب شہر میں بیٹے کی باری ہے(18)

درج بالا اشعار میں غریب کے مسائل کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ غریب کی بیٹی کی خواہشات کا ادھوراپن اور غریب بیٹے کی کھیلنے کودنے کی عمر میں ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانا، عوام کا غریب افراد کا ساتھ چھوڑ دینا، غریب کا استحصال، اپنے حقوق کا نہ ملنا، فاقہ کشی سے رویوں میں در آتی خوف ناک تبدیلی، غربت سے جنم لیتی بغاوت، ایسے مسائل کو مولوی اسلم کی شاعری میں دیکھا جاسکتا ہے۔

فیض لدھیانوی ایک زود گو شاعر گزرے ہیں، ان کے قطعات میں بھی غربت اور فاقہ کشی ایسے معاملات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں لڑکوں پر شادی کے بعد کی معاشی ذمہ داری کسی بوجھ سے کم نہیں ہوتی، بیوی بچوں کے اخراجات کے سوا مشترکہ خاندانی نظام سے معاشی صورتِ حال میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ بعض حالات میں تو جمالیاتی حظ سے کوسوں دور جانا پڑتا ہے۔ ان مسائل کو فیض لدھیانوی نے اپنے قطعات "خانہ بربادی" اور "مجبوری" میں ظاہر کیا ہے:

خانہ بربادی

قحط میں روٹی کے لالے ہوں جہاں
کون شادی کرکے لاکھوں دکھ سہے
وقتِ رخصت روئے لڑکی ایک بار
اور لڑکا عمر بھر روتا رہے(19)

مجبوری

مجھ کو ٹی وی کا لطف حاصل تھا
گھر میں جب تک نہ آئی تھی بیوی
بیوی آئی تو خرچ بڑھنے سے
چند ہفتوں میں بِک گیا ٹی وی(20)

تعلیم ہمارے سماج کی بنیادی ضرورت ہے۔ تعلیم ترقی کی سیڑھی ہے مگر اس زینے تک پہنچنے میں کئی رکاوٹیں ہیں، جنھیں عبور کرنا پڑتا ہے۔ مشرقی سماج میں مغربی تعلیمی نظام سے مختلف صورتِ حال ہے۔ تعلیم کا مقصد تربیت اور اخلاق کا فروغ ہے، جس سے ہمارا نظامِ تعلیم عاری ہے۔ قرآن نے حضور ﷺ کی صحابہ کو دیے گئے طریقہ تعلیم کے بارے فرمایا "وہ نبی ان کے دلوں کا تزکیہ کرتے ہیں اور انھیں کتاب کا علم دیتے ہیں"، گویا دلوں کا مصفیٰ ہونا شرطِ اول ہے تب کہیں تعلیم کا مقصد حاصل ہو گا۔

شاعری میں معنی لغت سے بالیدہ ہوتے ہیں، ان میں استعاراتی و علامتی پیرایہ جنم لیتا ہے۔ سو درج ذیل شعر میں پتے سے مراد بچے ہیں اور پیڑوں پر ہونا یعنی بالیدہ ہونا / تربیت پاتا طالب علم / بلند ہونا ہے:

تجھے اب کس لیے شکوہ ہے بچے گھر نہیں رہتے

جو پتے زرد ہو جائیں وہ پیڑوں پر نہیں رہتے(21)

ہمارے تعلیمی نظام میں استاد کی قدر نہ ہونے کے برابر ہے۔ استاد کی مار جو کہ پیار کا ایک زاویہ ہے، اسے منفی انداز سے پیش کر کے استاد کو طعن و تشنیع کی چھری تلے رکھ دیا جاتا ہے۔ نشانِ خاطر رہے کہ ماں باپ بچوں کو زمین پر لاتے ہیں تو استاد زمین سے آسمان پر پہنچا دیتا ہے۔ اسی ضمن میں مولوی اسلم کے اشعار دیکھیے:

ان کے سائے کتنے ٹھنڈے ہوتے ہیں
جن پیڑوں کو دھوپ جلاتی رہتی ہے(22)

ہواؤں کے ہی بال و پر اڑاتے ہیں سدا بادل
ہوا تھم جائے تو بادل سفر کو چھوڑ دیتے ہیں(23)

جن لوگوں کے کردار ہیں تعظیم کے قابل
دکھ یہ ہے کہ ہم ان کو بڑائی نہیں دیتے(24)

ہمارا تعلیمی نظام مختلف درجوں میں بٹا ہوا ہے۔ ایسی صورتِ حال بنائی گئی ہے کہ نجی ادارے میں پڑھنے والا خود نمائی میں مبتلا جبکہ سرکاری اداروں کے طلبہ احساسِ کمتری میں مارے جاتے ہیں۔ اساتذہ میں بھی ایسی ہی صورت موجود ہے۔ اساتذہ اسکول کالج کی تنخواہوں سے اپنا گھر بہت مشکل سے چلا پاتے ہیں۔ اس پر مستزاد کہ بچوں کے اخراجات اٹھائے جائیں۔ نجی اداروں نے زیادہ فیس کا شوشہ بھی چھوڑ رکھا ہے۔ جس ادارے میں جتنی زیادہ فیس ہو گی، اسی ادارے کو بہتر سمجھ جائے گا اور والدین کوشش کرتے ہیں کہ بچوں کو اچھے ادارے میں داخلہ دلوائیں، اس کام کے لیے انھیں اپنا پیٹ تک کاٹنا پڑتا ہے۔ سلیم آکاش کا شعر ہے:

رزق پتھر میں بھیجنے والے
میرے بچوں کی فیس رہتی ہے(25)

ہمارے نظامِ تعلیم میں انگریزی کو اردو اور مادری زبانوں سے بڑھ کر اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہ احساسِ کمتری کا رویہ ہے کہ ہم اپنی زبان و ادب کو اہمیت نہیں دیتے، دراصل یہ نقص ہے جسے ہم بہتری سے منسوب کرتے ہیں۔ غیر زبان میں تعلیم مکمل طور پر حاصل نہیں کی جا سکتی۔ یہ سسٹم ڈگریوں کا پلندہ حاصل تو کیا جا سکتا ہے مگر وہ حصولِ علم کی ضمانت نہیں دے سکتا اور نہ ہی تربیت و سلوک کا پتہ چل سکتا ہے۔ فیض لدھیانوی کا قطعہ ملاحظہ ہو:

تعلیمِ ناقص

ہم نے جانا یہ پڑھ کے انگریزی　　　فش ہے مچھلی فراگ ہے مینڈک

درسِ انسانیت نہیں ملتا
فیض اے بی سے لے کے بی اے تک(26)

معمارِ قوم

عام معمار کی اجرت ہے نہایت معقول
وہ گرانی کے دنوں میں بھی مزہ کرتا ہے
لیکن اس قوم کی تعمیر کا ضامن استاد
تھوڑی تنخواہ میں فاقوں کے سبب مرتا ہے(27)

فیض لدھیانوی

انگریز یہاں آیا تو اس نے بڑی تکنیک سے ہند اسلامی تہذیب کو ملیامیٹ کرنا شروع کیا۔ فورٹ ولیم جیسے ادارے قائم کر کے ہمیں رفتہ رفتہ عربی، فارسی، سنسکرت سے دور کیا گیا۔ حتیٰ کہ ہندوستانیوں پر تقریباً ادارے بند کر دیے گئے۔ ڈاکٹر احسن اقبال لکھتے ہیں "انگریزوں کی پوری کوشش یہ تھی کہ ہندوستانی باشندے زیادہ سے زیادہ جاہل رہیں، ان کا خیال تھا کہ تعلیم حاصل کر کے یہ لوگ ہمارے اقتدار کے لیے خطرہ بن جائیں گے؛ اس لیے اگر تعلیم کا نظم کیا بھی تو وہ محض عیسائیت کے لیے؛ ورنہ اعلیٰ تعلیم کا ہندوستانی باشندوں کے لیے کوئی نظم نہ تھا"۔(28)

اکبر الہ آبادی اردو نظم کی ایسی توانا آواز ہے، جس نے نو آبادیاتی عہد میں انگریزی سازشوں کو عمیق مشاہدے سے دیکھا اور اس کی حقیقت ہندوستانیوں پر عیاں کی:

توپ کھسکی، پروفیسر پہنچے
جب بسولہ ہٹا تو رندہ ہے(29)
کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں(30)
نئی تعلیم کو کیا واسطہ ہے آدمیت سے
جنابِ ڈارون کو حضرتِ آدم سے کیا مطلب(31)
آگے انجن کے دین ہے کیا چیز
بھینس کے آگے بین ہے کیا چیز(32)
یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی(33)

اکبر الہ آبادی انگریزی تعلیم کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ انگریز کا توپ کلچر سے ہٹ کر تعلیمی کلچر کسی فریب سے کم نہیں ہے۔ اس نظام میں پروفیسر رندے کا کام انجام دیتا ہے۔ اور طلبہ کا اصل رنگ اتار دیتا ہے۔ انگریز کا نظامِ تعلیم استاد کو ایک

سہولت کار کے طور پر سامنے لاتا ہے لیکن جو قدر استاد کی مشرق میں تھی، وہ اسے نہیں دیتا۔ "آگے انجن کے دین ہے کیا چیز" لفظ انجن انگریز کلچر کا اشارندہ ہے، کلچر اتنا زور آور ہوتا ہے کہ اس کے سیلاب میں مذاہب بہہ جاتے ہیں۔ گویا ہماری دینی اقدار کا خاتمہ اسی انجن کے مرہونِ منت ہے۔ اکبر کہتے ہیں مغربی تعلیم نے مشرق کے آدمی کو بے تمیز و بے اصول بنا دیا ہے، گویا عقل و فکر سے یہ خاصا دور ہو چکا ہے۔ دوسرا آخری شعر کالجوں کے نظامِ تعلیم پر طمانچہ رسید کرتا ہے، اکبر اس نظام کو فرعونیت سے تشبیہ دیتا ہے۔

جدید تعلیمی نظام پر اقبال کے تحفظات بھی اشعار کی صورت ظاہر ہوئے:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغربی ہے مدِ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ (34)

انسانی صحت ہر زمانے میں اہم مسئلہ رہا ہے مگر کرونائی عہد اور مابعد کرونائی عہد میں اس کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ طب کے میدان میں مزید وسعت در آئی۔ جدید زمانے میں خالص خوراک کی کمیابی، بعض جگہوں پر نایابی، خوراک کے معاملات میں حلال و حرام کی تمیز نہ کرنا، اور زیادہ کھانا ایسے معاملات ہیں جو، بیماریوں کو جنم دیتے ہیں۔ اگر خوراک ہضم نہ ہو تو بھی انسانی صحت بگڑ جاتی ہے۔ اردو شعرا نے کرونائی عہد میں جو ادب تخلیق کیا، اس کا اکثر حصہ بدلتے انسانی رویوں کا احاطہ کرتا ہے اور فاصلوں کے باعث 'ہاتھ ملانے سے بھی گئے' ایسا رویہ اظہار پاتا ہے۔ شعرائے اردو کے ہاں صحت کے مسائل پر زیادہ اشعار نہیں ملتے۔ البتہ چند شعرا کے ہاں صحت کی خرابی کا سبب محبت (رومانوی تناظر میں) ضرور مل جاتا ہے۔ ایک سبب یہ ہے کہ اردو غزل کا مزاج چوں کہ داخلی ہے اور یہ خارجی موضوع ہے۔

اس حوالے سے چند قطعات درج ذیل ہیں:

غذا کی لذت بجا ہے لیکن — دوا کی تلخی بھی یاد رکھو
زیادہ کھانے کا غم نہ کھاؤ — ہمیشہ دل اپنا شاد رکھو (35)

طبی مشورہ

فلو ہے، کالرا ہے، کینسر ہے، دردِ معدہ ہے — یہ اجناسِ غذائی میں ملاوٹ کا نتیجہ ہے

بیاضِ ہضم میں جعفر زٹلی نے یہ لکھا ہے
نہ پانی قابلِ پی ہے کہ کھانا قابلِ کھا ہے(36)

حکما کا کہنا ہے کہ کم کھانا، صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ زیادہ کھانا انسانی صحت میں کئی مسائل پیدا کر دیتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ کھانا کھاتے ہوئے کچھ بھوک باقی ہو تو ہاتھ کھینچ لو۔

عافیت اور حکمت و صحت
تین چیزوں کا تم فقط غم کھاؤ
متوازی حیات گزرے گی
کم ملو، بات کم کرو، کم کھاؤ(37)

علاوہ ازایں حوالا جات ساحر لدھیانوی، یوسف خالد کے ہاں ایسے حوالے کثرت سے موجود ہیں۔ مزاح نگاروں نے طنز و مزاح کے پیرائے میں ایسے مسائل کو اجاگر کیا ہے، جن میں ضمیر جعفری، سید محمد جعفری، سرفراز شاہد، انور مسعود، افضل گوہر (ہلال میں چھپا مزاحیہ ادب) کی تحریروں میں غربت، صحت اور تعلیم کے مسائل، اسباب و علل دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ ایسے حوالے ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ غربت اور تعلیمی نظام کے اثرات اردو شاعری پر گہرے پڑے جبکہ صحت کے معاملات نے اس قدر اردو شاعری پر اثرات نہیں ڈالے، جس قدر اول الذکر نے اسے متاثر کیا۔ البتہ کرونائی عہد کے اثرات اردو شاعری پر واضح نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(1). https://www.rekhta.org/nazms/muflisii-nazeer-akbarabadi-nazms?lang=ur

(۲)۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا(دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس)، ۱۹۹۲، ص:۵۵

(۳)۔ فیض احمد فیض، نقشِ فریادی (دہلی: اردو گھر)، س ن، ص:۶۳

(4). https://www.rekhta.org/couplets/khadaa-huun-aaj-bhii-rotii-ke-chaar-harf-liye-nazeer-baaqri-couplets?lang=ur

(5). https://www.rekhta.org/couplets/vo-aksar-din-men-bachchon-ko-sulaa-detii-hai-is-dar-se-mohsin-naqvi-couplets?lang=ur

(۶)۔ رئیس امروہوی، کشمیر سے متعلق قطعات، س ن، ص۔۴۹

(7). https://www.rekhta.org/couplets/gariib-e-shahr-to-faaqe-se-mar-gayaa-aarif-arif-shafiq-couplets?lang=ur

(۸)۔ محمد اسلم، مولوی، آئیے شام ہونے والی ہے(لاہور: معروف پبلشرز)، ۲۰۰۷، ص:۷۶

(۹)۔ ایضاً، ص:۸۱

(۱۰)۔ ایضاً

(۱۱)۔ ایضاً، ص:۱۰۵

(۱۲)۔ ایضاً، ص:۱۱۰

(۱۳)۔ ایضاً، ص:۱۱۷

(۱۴)۔ ایضاًص:۱۴۳

(۱۵)۔ ایضاً، ص:۱۴۸

(۱۶)۔ ایضاً، ص:۱۵۰

(۱۷)۔ ایضاً، ص:۱۵۳

(۱۸)۔ ایضاً، ص:۱۵۸

(۱۹)۔ فیض لدھیانوی، قطعات فیض لدھیانوی (لاہور: فیض منزل)، ۲۰۰۵، ص:۶

(۲۰)۔ ایضاً، ص:۱۰

(۲۱)۔ محمد اسلم، مولوی، آیئے شام ہونے والی ہے (لاہور: معروف پبلشرز)، ۲۰۰۷، ص:۹۴

(۲۲)۔ ایضاً، ص:۱۰۸

(۲۳)۔ ایضاً، ص:۱۰۶

(۲۴)۔ ایضاً، ص:۱۱۲

(25).https://www.facebook.com/urdu.duniya1/posts/

(۲۶)۔ فیض لدھیانوی، قطعات فیض لدھیانوی (لاہور: فیض منزل)، ۲۰۰۵، ص:۱۱

(۲۷)۔ ایضاً، ص:۱۵

(28).https://darululoomdeoband.com/urdu/articles/tmp/1505643304%2005Lord%20Mecholoy%20Ka%20Nizam%20Talim_MDU_05_May_16.htm

(29). https://www.rekhta.org/articles/akbar-allahabadi-nau-aabadiyati-nizam-aur-ahd-e-hazir-shamsur-rahman-faruqi-articles?lang=ur

(30). https://www.facebook.com/UrduAdabkiBaatain/posts//

(۳۱)۔ اکبر الہ آبادی، ہنگامہ ہے کیوں برپا (ریختہ بکس)، ۲۰۲۳، ص:۴۸

(32). https://adbimiras.com/akbar-allahabadi-nau-abadiyati-nezam-aur-ahde-hazir-by-shahmsur-rahman-/farooqui

(33). https://hamariweb.com/poetry

(34). https://adbimiras.com/akbar-allahabadi-nau-abadiyati-nezam-aur-ahde-hazir-by-shahmsur-rahman-farooqui

(۳۵)۔ فیض لدھیانوی، قطعات فیض لدھیانوی (لاہور: فیض منزل)، ۲۰۰۵، ص:۲۳

(۳۶)۔ رئیس امروہوی، قطعاتِ رئیس، جلد:۲ (کراچی: رئیس اکادمی)، ۱۹۸۷، ص:۱۸۳

(۳۷)۔ مظفر وارثی، ستاروں کی آبجو (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز)، 1988، ص:۴۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1.ttps://www.rekhta.org/nazms/muflisii-nazeer-akbarabadi-nazms?lang=ur
2.Faiz Ahmad Faiz, Nuskha Haa-e-Wafa(Dehli:Educational Publishing House), 1992, P:55
3. Faiz, Ahmad Faiz, Naqsh-e-Faryadi(Dehli Uru Ghar), P:63
4. https://www.rekhta.org/couplets/khadaa-huun-aaj-bhii-rotii-ke-chaar-harf-liye-nazeer-baaqri-couplets?lang=ur
5. https://www.rekhta.org/couplets/vo-aksar-din-men-bachchon-ko-sulaa-detii-hai-is-dar-se-mohsin-naqvi-couplets?lang=ur
6. Amrohvi, Raees, Kashmir sy mula'atiq Qit'at, P: 49
7. https://www.rekhta.org/couplets/gariib-e-shahr-to-faaqe-se-mar-gayaa-aarif-arif-shafiq-couplets?lang=ur

8. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:76
9. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:81
10. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:81
11. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:105
12. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:10
13. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:17
14. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:43
15. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:48
16. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:50
17. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:53
18. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:58
19. Ludhyanvi, Faiz, Qit'at-e-Faiz Ludhyanvi(Lahore: Faiz Manzil), 2005, P:6
20. Ludhyanvi, Faiz, Qit'at-e-Faiz Ludhyanvi(Lahore: Faiz Manzil), 2005, P:10
21. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:94
22. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:108
23. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:106
24. Muhammad Aslam, Molvi, Aeye Sham hony wali hy(Lahore: Maroof publishers), 2007, P:112
25.https://www.facebook.com/urdu.duniya1/posts/
26. Ludhyanvi, Faiz, Qit'at-e-Faiz Ludhyanvi(Lahore: Faiz Manzil), 2005, P:11
27. Ludhyanvi, Faiz, Qit'at-e-Faiz Ludhyanvi(Lahore: Faiz Manzil), 2005, P:15
28.https://darululoomdeoband.com/urdu/articles/tmp/1505643304%2005Lord%20Mecholoy%20Ka%20Nizam%20Talim_MDU_05_May_16.htm
29. https://www.rekhta.org/articles/akbar-allahabadi-nau-aabadiyati-nizam-aur-ahd-e-hazir-shamsur-rahman-faruqi-articles?lang=ur
30. https://www.facebook.com/UrduAdabkiBaatain/posts/
31. Illah Abadi, Akbar, Hangama hy kyu barpa(Rekhta books), 2023, P:48
32. https://adbimiras.com/akbar-allahabadi-nau-abadiyati-nezam-aur-ahde-hazir-by-shahmsur-rahman-farooqui/
33. https://hamariweb.com/poetry
34. https://adbimiras.com/akbar-allahabadi-nau-abadiyati-nezam-aur-ahde-hazir-by-shahmsur-rahman-farooqui
35. Ludhyanvi, Faiz, Qit'at-e-Faiz Ludhyanvi(Lahore: Faiz Manzil), 2005, P:23
36. Amrohvi, Raees, Qit'at-e-Raees, Jild:2(Karachi: Raees Acadmy), 1987,P: 183
37. Warisi, Muzaffar, SItaro'n ki Aab joo(Lahore: Sang-e-Meel Publications), 1988, P:45